قرآن مجید اور ترجمہ و تفسیر

از

(جناب خواجہ محمد علی شاہ صاحب)

جَمِیْعُ الْعِلْمِ فِی الْقُرْاٰنِ لٰکِن — تَقَاصَرَ عَنْہُ اَفْہَامُ الرِّجَالِ

یہ ایک مشہور شعر ہے اور اس شعر میں شاعر نے ایک نفس الامری حقیقت اور اپنے ایک واقعی تأثر اور صحیح جذبہ و خیال کو الفاظ کا جامہ پہنا کر حدیث نبوی (اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِکْمَۃً) کی صداقت کا ایک لطیف و نفیس اعلیٰ نمونہ پیش کیا ہے، محاکات اور شعر کے فطری اور نیچرل ہونے کی دنیائے شاعری میں اس سے بڑھ کر اور کیا مثال مل سکتی ہے، شعر اگرچہ شعر ہی ہوتا ہے مگر شعر کا مضمون حقیقت پر مبنی اور حقانیت سے مملو ہونے کی بنا پر وہ شعر حقیقت کا شعور بن جاتا ہے صرف تخیل ہی نہیں رہتا، شعریت اور حقیقت کا حسین امتزاج ہو جاتا ہے۔

بے شک تمام علوم و معارف، ادراکات کلیہ و جزئیہ۔ اس ام الکتاب یعنی قرآن مبین میں اجمالی اصول کی صورت میں موجود ہیں اور اولین و آخرین کے جمیع علوم کا خلاصہ صراحتہً یا اشارۃً اس امام مبین میں مذکور ہے اور یہ کتاب عزیز و مقدس تمام علوم دینی و دنیا وی، بدیہی و نظری اور ادراکات ظاہری و باطنی اصولی و فروعی کی بنیاد و اساس ہے۔

اور یہ بھی درست ہے کہ اس کے علوم و حقائق۔ حکم و بصائر لامعدود و لامحدود ہیں اور اس کی تعلیمات محض روحانی دائرۃ تک ہی محدود نہیں بلکہ معاشرتی، تمدنی اور سیاسی جملہ امور کو شامل و حاوی ہیں۔

دین و دنیا۔ معاش و معاد، زندگی اور موت کے ہر امر کے متعلق، تہذیبِ اخلاق، تدبیرِ منزل، سیاست مدنی اور حکمت نظری و عملی کے ہر شعبہ کے بارے میں خدا کی مرضی اور

اس کا منشا معلوم کرنے اور خدا کا فضل، سعادت اور نجات حاصل کرنے کے لئے یہ کتاب مبین انسانوں کو عطا کی گئی ہے۔

اس کی تلاوت، اس کا فہم اور اس پر عمل:۔ یہ تین چیزیں اس کتابِ حق کے انزال و تنزیل کا اولین مقصد ہے۔

قرآن مجید:۔ تلاوت و قراءت، فکر و تدبر، اور سعی و عمل کی کتاب ہے، بنی نوع انسان کو علمی و عملی دستور العمل کے طور پر ملی ہے اور یہی تین چیزیں بحیثیت مجموعی اس کتابِ عزیز کا منشا و مقصد ہے۔

تلاوت الفاظ کی ہوتی ہے۔ فہم معانی کے ساتھ ہو یا بغیر فہم، برکت و فضلِ خداوندی کا سبب، اور معانی و مفاہیم کے ظہور و اظہار کا وسیلہ ہے۔

فکر و تدبر معانی میں ہوتا ہے، جو سعی و عمل کا مبدء اور اعمالِ و افعال کا ممد و محرک اور ممد و معاون ہے۔

اور فعل و عمل فضلِ خداوندی کے ساتھ انسان کی فلاح و سعادت اور نجات کا ذریعہ ہے

قرآن کریم کے علوم و ادراکات، اعمال و اخلاق اور اس کے نورِ حکمت کو مشکوٰۃِ نبوت سے اخذ کرنے میں حضرات صحابہ کرام و اہل بیت عظام۔ تابعینؒ۔ تبع تابعینؒ۔ سلف صالحینؒ ائمہ خیر و ہدایتؒ اور جمہور متبعین اسلام نے حسب مدارج و مراتب اپنے علم و عمل اور ہدایت و استقامت کے اعتبار سے نزول قرآن کے وقت سے اب تک جو حصہ لیا اور بے مثل و مثال نمونۂ فہم و عمل پیش کیا ہے۔ وہ "ذٰلِكَ الْكِتٰبُ" کی صداقت و ہدایت اور اس کے اعجاز و تاثیر کی لاریب و شک واضح و قوی دلیل ہے۔

اس کتابِ سعادت کے نورانی لطائف و حکم، حقانی مضامین و مطالب، اور روحانی بصائر و مفاہیم کی جلوہ آرائیاں شریعت و دین کے عقلی و نقلی اصول کے مطابق ہر فردِ بشر کے لئے جدا جدا ہیں۔ اور آیات کلام اللہ کی نورانی حقیقتیں اور نئے نئے مطالب ہر صاحبِ ذوق

ونظرانسان کے سامنے نئے نئے انداز میں بے نقاب ہوتے ہیں اِنَّ لِلْقُرْآنِ ظَهْرًا وَبَطْنًا
لَا يَفْقَهُ الْعَبْدُ حَتَّى يَرَى لِلْقُرْآنِ وُجُوهًا كَثِيرَةً (عین العلم لمحمد بن عثمان بن عمر البلخی رح)

مخدّرات سرا پردہائے قرآنی چہ دلبرند کہ دل می برند نہانی
کتاب نور در و عکس روئے انداز د جمالیات و ہمہ نطفہائے سبحانی

کثرت تلاوت و قراءت اور تکرار ذکر و مداومت سے اس کتاب الٰہی میں پژمردگی، افسردگی اور ملالت پیدا نہیں ہوتی لَا يَخْلَقُ بِكَثْرَةِ التَّرْدَادِ، وَلَا تَلْتَبِسُ بِهِ الْأَلْسِنَةُ،

اور نہ اس کے حقانی علوم اور صحیح ادراکات کے احاطہ سے اہل علم کو کبھی کامل سیری اور سیرابی ہوئی ہے لَا يَشْبَعُ مِنْهُ الْعُلَمَاءُ وَلَا يَنْقَضِي عَجَائِبُهُ۔

قرآن مجید کی تعلیمات، عقائد و اعمال، اخلاق و آداب، عبادات و معاملات۔ بشری نفوس اور ارواح انسانی کی اصلاح و تربیت اور اس کے ظاہر و باطن کی تطہیر و تعمیر اور تزکیہ و تصفیہ کے لئے الٰہی و ربانی فیض کا ایسا سرچشمہ ہے جس کی سوتیں ہمیشہ اور ہر ایک کے لئے جاری رہتی ہیں۔

اس پر ایمان لانا، اس کی تصدیق کرنا، خلوص و اخلاص کے ساتھ اس کو قبول کرنا، محبت سے دل میں جگہ دینا اس کا پڑھنا سیکھنا اور تلاوت کرنا، اس میں تدبر اور غور و فکر کرنا اور اس پر عمل کرنا یہ سب باتیں جملہ انسانی افراد و اقوام کو شر سے خیر، ظلمت سے نور، جہالت سے علم اور ضلالت و شقاوت سے ہدایت و سعادت کی طرف لانے والی اور علمی و عملی تدریجی تربیت کے طریقہ پر انسان کی انسانیت کو کمال سعادت اور نجات سے بہرہ ور کرنے والی ہیں۔ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ،

عالم انسانی کے سب سے بڑے خیر خواہ، ہادی کائنات سید الموجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

عَلَيْكُمْ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ، فَاِنَّهٗ مَأْدُبَةٌ — لوگو! قرآن کریم کو تلاوت اور فہم و عمل کے لئے،

اللّٰہِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمْ اَنْ یَّاْخُذَ مَادُبَۃَ اللّٰہِ فَلْیَفْعَلْ فَاِنَّمَا الْعِلْمُ بِالتَّعَلُّمِ (جمع الفوائد ج ا ص۱۷)

لازم پکڑلو، یہ قرآن اللہ پاک کی ایک دعوت ہے تم میں سے جو کوئی بھی خدا کی دعوت کو قبول کرنا چاہے وہ قرآن کو لے لے۔ کیونکہ علم تو سیکھنے ہی سے حاصل ہو سکتا ہے۔

شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے مقدمہ موضح القرآن میں فرمایا ہے کہ :(حق تعالے کے غیر متناہی خزانے ہیں جس کو جس میں سے چاہتے ہیں حصہ معین فرما دیتے ہیں، وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُہٗ وَمَا نُنَزِّلُہٗ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ

بندہ نوازیاں تو یہ دیکھو کہ آدمی جزو ضعیف محرم اسرار کل ہوا

قرآن مجید کے فہم و تفہیم اور کتاب اللہ کے نظم و معانی پر نقد و بحث اور تدبر و تفکر اور تفسیر کے قدیم و جدید ذخیرۂ کتب سے دینی و علمی اور تاریخی و تحقیقی معلومات بہم پہنچانے کا ایک بہت بابرکت موقع راقم الحروف کو حاصل ہوا تھا۔ وہ ہوسٹل اورنٹیل کالج لاہور میں ۱۹۴۶ء و ۱۹۴۷ء میں قیام رہا۔ اور کالج کے عربی پروفیسر، پنجاب یونی ورسٹی کے عربی ڈیپارٹمنٹ کے صدر ڈاکٹر برکت علی صاحب قریشی کی توجہات اور علمی فیضان شامل حال حسب ذیل مضمون اسی وقت کا لکھا ہوا ہے جس میں منطقی و علمی ترتیب اور جامعیت و اختصار ملحوظ رہا ہے، یہ ایک ریسرچ ہے جس میں

در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند آنچہ استاد ازل گفت ہماں می گویم

کے مصداق، بادۂ قدیم در ساغر نو کا نمونہ بصیرت افروز قلب و نظر کرنے کی سعی کی گئی ہے ۱۹۴۷ء کے عظیم تغیرات و حوادث کے سبب اب تک اصل مسودہ سے مبیضہ کرنے کی نوبت نہ آئی تھی، گویا بقول خواجہ آتش،

برنگ شمع ہم دل سوختوں نے بزم عالم میں زباں کھولی، نہ لیکن بات کرنے کا محل پایا

اسی وجہ سے یہ چند سطریں جو یادداشت کے طور پر لکھ لی گئی تھیں اب تک شائع

نہ ہو سکیں۔ اب ایک مناسب تمہید کے ساتھ (مجلیہ دینیہ وعلمیہ برہان کے ذریعہ یہ معذرت کرتے ہوئے پیش کرتا ہوں کہ

زبان دہن میں تو غنچہ کے بھی ہے کیا لازم ۔۔۔ کہ جس کے منہ میں زبان ہو سخنوری جانے
بعید کیا ہے کریں اہل علم اس کو قبول ۔۔۔ خدا کے فضل سے مجھ کو یقین کامل ہے
یہ اس کلام کی تفسیری یادداشت سمجھو ۔۔۔ جلائے آئینہ جاں ہے صیقل دل ہے

تمہید: ۔ علم ومعرفت انسان پر قدرت کا ایک وسیع اور عام نورانی فیضان وانعام ہے اور اس کو جہالت وغفلت پر بہرحالت ونوع فضیلت وشرف حاصل ہے قرآن مجید میں انسانی شرافت کو علم وفضل ہی سے وابستہ کیا گیا ہے اس شرافت وفضل کے دروازے تمام انسانوں کے لئے کھلے ہوئے ہیں، علم وعرفان کسی کی جدی میراث اور آبائی ترکہ نہیں بلکہ ہر شخص بلا امتیاز نسل وقوم ورنگ ووطن اس شرافت وفضل کا حقدار ہے
اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ، خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ

اور یہ تو بالکل ہی ظاہر اور عیاں ہے کہ کوئی کام اور کوئی فعل وعمل بغیر علم ومعلومات کے نہ تو کیا جا سکتا ہے اور نہ انجام کو پہنچایا جا سکتا ہے اور علم بغیر فہم وعمل کے ایسا ہے جیسے جسم بلا روح۔ علم کے لئے فہم ضروری ہے، اور چونکہ علم سے فہم وعقل اور سعی وعمل کی توفیق ملتی ہے اس لئے تمام علوم خواہ وہ دنیا کے ہوں یا دین کے موجب سعادت وفلاح اور باعث برکت وخیر ہیں۔

لیکن ان تمام علوم میں جو دنیا میں جاری اور رائج ہیں، علم الٰہی اور کلام ربانی بہر صورت وحیثیت انسانی علوم اور بشری کلام سے ظاہر وباطن، نتیجہ ومقصد، اور فوائد وتاثیر ہر ایک اعتبار سے احسن واشرف اور اپنے منطوق ومفہوم، صورت ومعنی، عبارت واشارت اقتضاء ودلالت ہر لحاظ سے افضل واعلیٰ اور کَلَامُ الْمُلُوْکِ مُلُوْکُ الْکَلَامِ کا حقیقی مصداق ہے وَفَضْلُ کَلَامِ اللّٰهِ عَلٰی سَائِرِ الْکَلَامِ کَفَضْلِ اللّٰهِ عَلٰی خَلْقِهٖ (اشعہ ج۲ ص۱۳۲) واحسن

الحدیث کلام اللہ :-

کلام الٰہی یعنی حضرات انبیاء و رسل علیہم السلام کے صحیفے اور کتابیں خواہ وہ سب ہم تک پہنچی ہوں یا نہ پہنچی ہوں اور چاہے ان میں کا بعض حصہ اپنی اصلی حالت پر باقی ہو یا کل کا کل متغیر اور محرف و مبدل ہو چکا ہو۔ بہر کیف قرآن مجید ان سب سابقہ کتب و صحائف کے لئے ناسخ و مکمل اور ان سب کے علوم و نصائح، معارف و حکم اور تعلیمات و احکام پر حاوی و مشتمل ہے اور ہر فرد بشر کی روحانی و جسمانی، دینی و دنیاوی، معاشی و معادی جملہ ضروریات و اقتضاءات کے لئے حامل و کافی اور بلا استثنا تمام عالم کے لئے سرچشمۂ رشد و ہدایت اور ذریعہ فلاح و نجات دنیا و آخرت ہے۔

اس کتاب عزیز کے بعد کوئی آسمانی یا الہامی کتاب عالم انسانی کے افراد و اقوام کی دنیاوی سعادت اور اخروی نجات کے لئے قطعی و یقینی حجت و برہان نہیں قرار دی جا سکتی۔ ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ، إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ۔

ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم اسی قرآن مکرم کی سرمدی و لاہوتی آواز میں فرماتے ہیں وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَٰذَا الْقُرْآنُ لِأُنذِرَكُم بِهِ وَمَن بَلَغَ۔ اور میری طرف (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف) یہ قرآن اس لئے وحی کیا گیا ہے کہ اس کے ذریعہ میں تمہیں اور ہر اس شخص کو ڈراؤں جس کو بھی یہ قرآن پہنچے (یعنی قیامت تک آنے والی نسل انسانی کو اس قرآن عزیز کے ذریعہ خدا کا خوف دلاؤں۔)

علم و تعلیمات الٰہی کا یہ خزانہ۔ خدا کی مخلوق کو ظلمت جہل سے نکالنے اور اس کے بجائے نور علم و قوت و توفیق عمل ان میں بھرنے کے لئے عطا ہوا ہے۔

قرآن پاک کی سب سے پہلی وحی، سورۂ اقراء کی ابتدائی پانچ آیتیں ہیں جن میں انسان کی پیدائش کا مقصد اور انسان کے اپنی زندگی اور موت میں عزت و اکرام پانے کو خدائے پاک نے قرأت و علم یعنی پڑھنے، سیکھنے تعلیم حاصل کرنے اور جہالت کی تاریکی دور کرنے پر

موقوف قرار دیا ہے۔

جس سے یقینی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ علم و تعلیم قرآن پاک کے نزول کا سنگ بنیاد اور اساسی مقصد ہے۔

علم اپنی ذات کے اعتبار سے ایک متعدی امر ہے اور حق و حقانیت کی معرفت کے لحاظ سے ایک دائمی شے ہے۔ علم الٰہی حق تعالیٰ شانہ کی تجلی و تمثیل اور صفت نورانیت کا ظہور ہے اور مخلوق خدا کی جسمانی و روحانی جمیع سعادات کا ضامن و کفیل اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ۔

قرآن مکرم خدا کا ایک کلام ہونے کی حیثیت سے تمام فطری و الٰہی خوبیوں کا معدن ہے اور تمام قدرتی حکمتوں کا مخزن۔ اور چونکہ یہ مقدس کلام خدا پاک کا دائمی، ازلی ابدی سرمدی اور ذاتی و نفسی کلام ہے اس لئے اس کے الفاظ و عبارت بھی خدا ہی کے ہیں اور معنی و مفہوم بھی اسی کی طرف سے ہیں۔ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا۔

اگر قرآن پاک کے لفظ و معنیٰ دونوں خدا کی طرف سے نہ ہوتے تو تم اس میں بے حد لفظی و معنوی اختلافات پاتے اور نہ یہ کلام لفظی و معنوی تحریف و تبدل و تغیر سے محفوظ رہتا، مخلوق کا خواہ وہ فرشتہ ہو یا پیغمبر خدا کے اس پاک کلام اور اس کے مفہوم میں کوئی دخل نہیں، اس کی آیات کو (الفاظ و معانی کو) روح القدس اور روح الامین یعنی جبریل علیہ السلام نے "لوح محفوظ" "کتاب مکنون" اور "امام مبین" سے بعینہٖ و بجنسہٖ جوں کا توں نقل کر کے پیغمبر اسلام ہادی عالم فخر دارین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا اور پھر ان سے سنا اور حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام لوگوں کو جو صحابہ کے لائق عزت اور ممتاز نام سے پکارے جاتے ہیں تمام و کمال بسم اللہ سے من الجنۃ والناس، تک ہو بہو اسی طرح پہنچا دیا جس طرح کہ انھیں پہنچا اور ملا۔ الفاظ و معانی دونوں کا منزل من اللہ ہونا

قرآن مجید کا وہ لفظی و معنوی اعجاز و کرامت ہے جس کی وجہ سے یہ کلام دائمی طور پر پورے جزم و یقین کے ساتھ عملی و عقلی اور روحانی معجزہ قرار پایا ہے۔

حق الامر یہ ہے کہ قرآن مجید کی روحانی عظمت، اور اس کی نورانی حکمتوں کی کرامت و فضیلت کا اندازہ قلب بشری سے ناممکن ہے۔ لیکن آیئے مشکوٰۃ نبوت کی روشنی سے سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جو انوار و فیوض اس کتاب کریم کے بارے میں حاصل کئے ہیں۔ ان کو ہم ترمذی شریف سے نقل کرتے ہیں ذرا ان پر صدق دل اور خلوص نیت سے غور کریں اور اس روشنی میں اس محکم اور با حکمت کتاب کے اصل مرتبہ اور حقیقی درجہ تک پہنچنے کی امکانی سعی کریں۔

دل وہی دل ہے کہ جس دل میں رہے اس کی لگن سر وہی سر ہے کہ جس سر میں ہو سودا اس کا

سید الاولیاء حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (عنقریب فتنے ظاہر اور برپا ہونے والے ہیں) حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ان سے بچنے اور محفوظ رہنے کی کیا سبیل ہے۔ ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کتاب اللہ یعنی قرآن مجید کو مضبوطی سے پکڑ لینا ان تمام فتنوں سے حفاظت کا سبب اور بچاؤ کا ذریعہ ہے۔ اس کے بعد حضرت علیؓ یہی کہتے ہیں کہ ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ "

سیرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

جس میں آسان اور دل نشین انداز میں سیرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اہم واقعات کو بیان کیا گیا ہے دورِ حاضر کی مختلف سیرت نبوی کی کتابوں میں جامعیت کے اعتبار سے امتیازی حیثیت رکھتی ہے

قیمت مجلد ۸؎ بلا جلد ۵؎